Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

بعون صناع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان

رسالہ کامل عیار

ترجمہ

معیار الاشعار

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہانیان ہوا

Checked 1965
Checked 1969
1952
CHECKED 19..

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و سپاس خدای عزوجل و نعت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ نبی مرسل و منقبت
شیر خدا علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا و مدحت ائمہ ہدی ارکین شریعت غرا کہتا ہی فقیر حقیر سید
مظفر علی اسیر کہ در بنولا اکثر دوستان صادق الولا اور آشنایان با صدق و صفا فقیر خانہ
مین جمع ہوئے اور بیشتر تذکرہ اشعار اردو اور ابیات فارسی کا اور مسائل علم عروض اور قوافی کا
باہم دیگر رہا چنانچہ صحیفہ رشیقہ یعنی کتاب معیار الاشعار تصنیف عالم کامل فخر الاماجد والاماثل رئیس الحکما
... والکما محقق طوسی علیہ الرحمہ کہ اسی صناعت مین ہے اور اوسپر بعضے کملاے اصحاب خلت و
براعت ... مولوی سعد اللہ صاحب نے حاشیہ لکہا ہے اور انصاف کو بالاے طاق رکھہ کر جابجا
اعتراض ... اور شرح شیخ مہدی علی زکی مشتہر بہ ملک الشعرا کی بھی ہر بار صحبت مین پڑہا گیا
... مطالب ... حاشیہ اور شرح سے ذہن مین آگئے اور معلوم ہوا کہ بعض مقامات کتاب کے
... گئے ہین لہذا بہ تکلیف بعض احباب اور بمفاد دکان حقا علینا نصر المومنین ...
مطالب ... عبارت اردو مین بطرز ترجمہ لکہے اور نام اسکا زر کامل عیار در ترجمہ معیار الاشعار

اور کہین کہین عبارت حاشیہ و شرح بھی بعینہ لکھ دی اسلیے کہ دریافت کرنا اوسکا مبتدیون کو سہل ہوے
اور جس جس مقام مین عبارت متن پیچیدہ اور حاشیہ و شرح مین بسبب عدم فہم کے خلاف واقع ہوگیا
منتہیون پر حال اوسکا منکشف ہو جاے طرز تحریر یہ ہے کہ میم اشارہ عبارت متن کا اور رے
عبارت اپنے ترجمے سے اور حے نشان عبارت حاشیہ کا اور شین علامت شرح کی و باللہ التوفیق
الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین و آلہ الطاہرین ت سب تعریفین ثابت ہین
خدا تعالے کے تعریفین شکر کرنے والون کی اور درود کاملہ نازل ہوا اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے جو سردار انبیاے مرسل کے ہین اور اوپر انکی اولاد کے جو طاہر ہین معلوم ہو کہ حمد الشاکرین
مفعول مطلق ہے اور منصوب اور حمد مین مقابلہ نعمت کا ضرور نہین ہے اور شکر مین مقابلہ نعمت کا
ضرور ہے پس جو حمد کہ بمقابلہ نعمت ہے البتہ افضل حمد ہے اور انسان نعمت الٰہی سے کسی وقت خالی
نہین علی الخصوص وقت تالیف کہ قوت تالیف بھی عمدہ نعمت الٰہی ہے حمد ستودن اور ستایش
اور صلوٰۃ دعا اور رحمت اور آمرزش اور آل بالمد فرزندان تینون لغت منتخب سے تم اما بعد این مختصری
در علم عروض و قوافی شعر تازی و فارسی کہ بالتماس بعضی دوستان مرتب کردہ شد و آنرا معیار الاشعار
نام نہادہ آمد ت بعد اسکے یہ ایک رسالہ مختصر علم عروض اور علم قوافی شعر عربی و فارسی مین ہے کہ بالتماس
بعضے دوستون کے مرتب کیا گیا اور نام اوسکا معیار الاشعار رکھا عروض بالفتح نام ایک علم کا ہے
کہ میزان شعر موزون اور ناموزون کی منتخب سے اور عروض کرسول بمعنی معروض ہے اور صلہ اوسکا
محذوف یعنے معروض علیہ کسواسطے کہ اشعار کو اوس پر عرض کرتی ہین کہ موزون ناموزون سے
جدا ہو کذا فی القاموس اور وجہ تسمیہ عروض رسالہ سیفی وغیرہ رسالہ ہاے عروض مین بکثرت لکھی
ہین مگر بہتر سب سے یہی ہے جسکا ذکر ہوا اور قوافی جمع قافیہ اور قافیہ بمعنی از پی روندہ سے
اور اوسکو قفو سے لیا ہے بمعنی از پی رفتن چونکہ بیشتر یہ قافیہ پیچھے باقی الفاظ بیت کے اکثر باقی الفاظ کے
واقع ہوتا ہے گویا پیچھے اونکے جاتا ہے لہذا قافیہ نام رکھا اور در اصطلاح مین عبارت ہے
اوس سب سے جو تکرار پائی الفاظ متشابہ الاواخر مین یا ایک لفظ متغایر المعانی مین اواخر مصاریع
یا ابیات کذا فی الغیاث اور رسالہ عطائی و دیگر رسائل قافیہ اور معیار بالکسر پیمانہ و اندازہ و چاشنی
گرفتن زر و سیم و آلہ راست گرفتن ترازو منتخب اور کشف سے م و این مختصر مشتمل بر مقدمہ و دو نسبت

مقدمہ در بیان ماہیت شعر و ذکر صنائعی کہ شعر را بدان تعلق باشد و آن سہ فصل ست فصل اول در حد
شعر و تحقیق آن ست اور اس مختصر مین ایک مقدمہ اور دو فن ہین مقدمہ بیان ماہیت شعر مین اور ذکر
صنائع مین کہ شعر سے تعلق رکھتے ہین اوسمین تین فصلین ہین فصل اول تعریف اور تحقیق شعر مین
مقدمہ بالضم میم و کسر دال مشدد پیش رونده ہے یا وہ مطلب جو پیشتر کہا جاوے واسطے آسانی مطالب
آینده کے کذا فی المدار والموید والمنتخب والغیاث اور ماہیت بکسر ہا و تشدید تحتانی بمعنی حقیقت شی
مستعمل ہے اور یہ مصدر جعلی ہے تراشیدہ اہل منطق اور اہل حکمت کا اور معنی لفظی ماہیت کی چیست
اینجا ما ہین مرکب ما موصولہ اور لفظ ہی سے بکسر ہا اور فتح یا ضمیر مونث واحد اور یار مشدد علامت جعل ہے
اور ما مصدری گر یا لفظ ہی بجہت اجتماع یاات حذف ہوئی ہے کذا فی الغیاث اور صناعت بکسر اول
پیشہ اور کام اور اصطلاح مین اطلاق اوسکا علم پر شائع ہے کذا فی الصراح والمنتخب والکشف اور حد
بفتح و تشدید دال حائل میان دو چیز اور نہایت اور کنارہ ایک چیز کا اور اصطلاح منطق مین تعریف شی بذاتیات
جیسے کہ تعریف انسان کی بحیوان ناطق بخلاف رسم کے کہ وہ تعریف ہے بعرضیات جیسے کہ تعریف
انسان کی بما شی ضاحک غیاث سے ہم شعر نزد منطقیان کلام مخیل موزون باشد در عرف جمہور کلام
موزون مقفی ہے شعر نزدیک منطقیون کے کلام مخیل ہے اور عرف جمہور مین یعنی نزدیک شعرا کے
کلام موزون بوزن عروضی اور مقفی سے ہے کلام سخن گفتن و سخن منتخب سے اور مخیل خیال کرده شده جس کی
تخیل ہو مقفی وہ کلام جو قافیہ رکھتا ہو اور معنی ان لفظون کے آینده متن مین مفصل مرقوم ہین
صاحب [illegible] نے یہ شبہہ کیا ہے شرح قوله مخیل موزون باید دانست کہ وزن نزد منطقیان از امور
[illegible] بالذات نیست آری از امور مقصوده بالعرض ست کہ معین و مفید قوی از تخییل باشد کہ
[illegible] شیخ در منطق الشفا آورده لا نظر للمنطقی فی شی من ذلک الا فی کونه کلاما مخیلا
و [illegible] دیگر گفته [illegible] المنطقی فی الشعر من حیث هو مخیل و لهذا بعضی قدما وزن را داخل حد شعر نکرده اند
چنانکہ محقق خود در [illegible] الاقتباس میگوید بعضی قدما کلام مخیل را شعر گفته اند اگرچہ وزن حقیقی نداشته باشد
[illegible] اشعار یونان [illegible] دیگر لغات قدیم مانند عبری و سریانی و فرس هم وزن حقیقی اعتبار
[illegible] وزن حقیقی اہل عرب [illegible] متابعت ایشان کرده اند و نظر منطقی خاص است
[illegible] جہت اعتبار کنند کہ بوجہی اقتضای تخییل کند و صناعت منطق باحث بالذات

از تخییل شعر ست و بالعرض از دیگر احوال تم کلامہ اور صاحب شرح نے اوسکا جواب یون لکھا ہے ش
باید دانست کہ شعر جزوی از اجزای منطق ست زیرا کہ قیاس را از علم منطق بر پنج نوع قسمت کردہ اند و شعر ہم
جزوی از ہمان اجزای پنجگانہ ہست و این بحث مناسبت تخییل ست تم کلامہ پس کیفیت جواب کی ظاہر ہے
اس وجہ سے کہ یہہ عبارت خارج از بحث ہے اور اعتراض سے بالکل تعلق نہین رکھتی بہرکیف فقیر نے
اس باب مین رقعہ مولوی عبدالرزاق صاحب کی خدمت مین لکھا اور مولویصاحب موصوف نے جواب
اوسکا یون لکھہ بھیجا کہ فی الواقع شعر در اصطلاح منطقیین کلام مخیل کہ باعث انبساط النفس یا انقباض باشد
ہست پس مراد از لفظ موزون عرف عام یعنی دلچسپ گرفتہ نہ متعارف صرفیان و عروضیان پس این شبہہ
شبہہ محض ہست و بس اور جناب سید علی محمد صاحب خلف الله شیخ جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر والزمان دام اللہ فیوضہم
نے اس جگہہ یہہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ کبھی اطلاق تخییل کا اوس مقام پر ہوتا ہے کہ ایک شی انسان کے
خیال مین گذری چنانچہ یہہ معنی لغوی ہین اور کبھی تخییل سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ اثر کرے سخن نفس مین
از روے انقباض یا انبساط کے چنانچہ یہہ معنی اصطلاحی ہین اور وزن کے معنے لغت مین معتدل کے بھی
آئے ہین چنانچہ کتاب مجمع البحرین مین تفسیر آیہ وافی ہدایہ وانبتنا فیہا من کل شی موزون لکھے ہین ای بعرف عام
مین کہتے ہین قد موزون اور بنا بر اصطلاح جمہور شعرا کے ایک ہیات ہے تابع نظام حرکات و سکنات وغیرہ
کی چنانچہ انشاء اللہ تعالے معلوم ہوگا جب یہہ سمجھہ ہوا پس معلوم ہو کہ یہہ شبہہ جب ہوتا ہے کہ تخییل اور
وزن کے معنی اصطلاحی ہون اور اگر تخییل سے مراد معنی لغوی ہون اور موزون سے مراد معتدل در معنی
تمام عبارت کے یہہ کہین کہ شعر بنا بر اہل منطق کے کلام مخیل یعنے خیال کردہ شدہ اور معتدل ہو جس مین
تطویل یا اجمال مضر نہو فہم مطالب مین اور یہہ کلام البتہ اثر کریگا نفس مین بہ انقباض یا بہ انبساط یا یہہ کہ
تخییل کے معنی اصطلاحی ہون مگر تجرید کرین اوس سے معانی کو بعد از ان اوس لفظ کو ذکر کرین کہ وہ دلالت کری
اون معنون پر چنانچہ و تقشعر منہ جلود الذین الآیہ مین تجرید کی ہے پس بنا بر این اعتراض مذکور مرفوع اور
شبہہ مسطور مدفوع ہے فقال لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا انتہی اور فقیر کے ذہن مین یہہ آتا ہے
کہ اس تکلف اور تاویل کی حاجت نہین شعر کے واسطے وزن ضرور ہے اور یہی وزن فارق ہے درمیان
نثر و نظم کے ورنہ کلام مخیل دونون مین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے ما علمناہ الشعر یعنی نہ سکھایا ہم نے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را شعر شک نہین کہ کلام خدا مین بھی شعر سے مراد کلام موزون ہے اور منطقی کو

غرض اور بحث قضایاے تخیلیہ سے ہی نظم ہو خواہ نثر مگر تعریف نظم اور نثر کی اوسکے نزدیک بھی علاحدہ علاحدہ ہے
نثر فقط کلام مخیل ہے اور نظم کلام مخیل موزون جو اہل عروض کے نزدیک ہے مگر بحث وزن سے کام اہل عروض کا
ہے نہ کام اہل منطق کا جیسا کہ مثلاً نغمہ جب ذکر اسکا علم فقہ مین ہوگا فقیہ کو غرض اور بحث اوسکی حلال اور
حرام مین ہوگی مگر جب تعریف نغمہ کی فقیہ سے پوچھیے وہی تعریف نغمے کی کریگا جو اہل موسیقی نے کی ہے
اگرچہ اوسکو غرض اور بحث اوس سے نہین ہے وہ کام اہل موسیقی کا ہے پس محقق علیہ الرحمہ تعریف شعر مین
فرماتے ہین کہ شعر نزد منطقیان مخیل موزون ہے غرض اور بحث منطق بیان نہین کرتی اور شک نہین کہ اگر
قید موزون کی نہو نثر بھی نظم مین داخل ہوجاے کہ کوئی کلام تخییل سے خالی نہین نظم ہو خواہ نثر اور حال
اہل منطق کا اس باب مین یہہ ہے کہ متقدمین اونمین دو فرقے ہین بعضون نے فقط کلام مخیل کو شعر کہا ہے
اور اونکو اپنے مطلب سے مطلب ہے اور فرقہ ثانی نے وزن کو معتبر جانا ہے تا فارق ہو درمیان نثر اور
نظم کے چنانچہ یہہ دعوی ہمارا عبارت معترض سے کہ نزد بعضے قدما وزن را داخل حد شعر نکردہ اند اور عبارت
اساس الاقتباس سے کہ بعضے قدما کلام مخیل را شعر گفتہ اند اگرچہ وزن حقیقی نداشتہ باشد صاف پیدا ہے
کہ اسلیے کہ جب کہا بعض قدما نے اعتبار نہین کیا لازم آیا کہ بعض دیگر نے اعتبار کیا ہے اور متاخرین
اہل منطق کا یہہ حال ہے کہ کل اونکے وزن کو اعتبار کرتے ہین بلکہ قافیے کو بھی چنانچہ عبارت شرح
تجرید کی یہہ ہے متن والشعر من الصناعات وہو عند القدما کلام مخیل وعند المحدثین کلام موزون متساوی الارکان
المقفی اور شرح الشعر صناعۃ من الصناعات وہو عند القدما کل کلام مخیل یقتضی للنفس بسطا او قبضا اما المحدثون
فالشعر عندہم کل کلام موزون متساوی الارکان مقفی اور دوسری جگہ شرح مذکور مین یون لکھا ہے والشعر التام یحکی
بالکلام المخیل بالوزن والنغمۃ المناسبۃ ان قارنتہما والکلام یحاکی اما بالالفاظ او بالمعانی او بہما اور وزن
کی بھی کئی صورتین ہین وزن صرفی اور وزن موسیقی اور وزن عروضی اور سوا اسکے اعتدال بھی ایک وزن ہے
چنانچہ عبارت شرح تجرید کی یہہ ہے واما فی الامم القدیمۃ من الیونانیین والعبرانیین والسریانیین فلم
ینقلوا عن قدمائہم شعرا موزونا بہذہ الاوزان العروضیۃ بل باوزان ہی بالنثر اشبہ و قوافیہا غیر متفقۃ
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدما جنکے نزدیک شعر فقط کلام مخیل ہے وہ بھی اعتدال کو داخل حد
جانتے ہین وہ بھی ایک وزن ہے پس ان دلیلون سے نزدیک متامل کے پیدا ہے کہ شعر کو وزن سے
چارہ نہین اور اہل منطق بھی اوسکو داخل حد جانتے ہین ہرچند غرض اور بحث اونکو تخییل سے ہے بس

قول محقق صحیح شهر اقتباس هم ا کلام الفاظی باشد مؤلف از حروف که بحسب وضع بر معنی مقصود دال باشد
و شعر بی الفاظ تصور نتوان کرد و اگر کسی به تکلف فعلی غیر ملفوظ را مانند حرکتی از دست یا چشم مثلاً جزوی
از اجزای شعر گرداند حکم آن فعل حکم الفاظ باشد ازان جهت که مشتمل باشد بر حدوث صوتی یا خیال صوتی
دال بر مرادی ت پس کلام الفاظ ہین مولف حروف سے کہ بحسب وضع معنی مقصودہ پر دال ہون اور
شعر بلا الفاظ نہین ہو سکتا ہو اگر کوئی بہ تکلف ایک فعل غیر ملفوظ کو مثل حرکت دست یا حرکت چشم کی
ایک جزو اجزای شعر سے مقرر کرے حکم اوسکا حکم لفظ کا ہے کہ حدوث صوت یا خیال صوت اوس پر
ایک مراد پر شامل ہے پس کلام کے معنی لغوی سابق لکھے گئے اور اصطلاح اہل نحو مین لفظ ہے
متضمن دو کلمہ یعنی مرکب دو اسم سے یا فعل سے اور اسم سے کہ نسبت ایک کی دوسرے سے ہو
اسطرح کہ فائدہ تام دے جیسے زید قائم اور قام زید تحقیق یا وجیات سے اور مراد حروف سے حروف تہجی
ہین اور مثال فعل غیر ملفوظ کی جسکو حکم لفظ مین کہا ہے یہ ہے مثلاً کہے کوئی یہ مصرع ع مردی
از خانہ برون آمد و گفتا اور اشارہ آنکھ سے کرے معنی اوسکے یہ ہوے کہ بیا یا ہاتھ ہاتھ پر مارے
معنی اوسکے یہ ہوے کہ بزن پس یہ حدوث صوت یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہ خیال صوت یعنی
آنکھ سے اشارہ کرنا چونکہ دال ایک مراد پر ہے حکم لفظ مین ہے گو یہ بھی تکلف سے خالی نہین
حاشیہ کا مطلب اسی قبیل سے ہے گر شارح نے اسکو خلاف ٹھہرایا ہے عبارت اوسکی یہ ہے ش
مطلب متن از فہم صاحب میزان دور گرفته و برزعم مصنف براه دور از معانی رفته اللهم ارنی حقایق الاشیاء
کما هی باید دانست که مراد مصنف نیست که آن حرکت دست یا چشم مثلاً بجهت اشتمال بر حدوث صوت
یا خیال صوت که دال بود بر مرادی در حکم لفظ باشد اما بحرکت دست حدوث صوت چنانکه درین مصرع
ع مردی بدر خانه ما زد دستک یعنی لفظ دستک ذکر نسازند و دست بر دست زده مفهوم مراد گیرند
و خیال صوت بحرکت دست یعنی آوازی پیدا نباشد چنانکه درین مصرع ع که مرا با تو هیچ کار نماند و دست را
دو بار حرکت دهند که لفظ برد برو ازان مراد بود اما بحرکت چشم حدوث صوت است نیاید پس خیال
صوت می شاید چنانکه درین مصرع ع گفتم که بجانم نگری گفت ، و پس از لفظ گفت اشاره بحرکت چشم
نماید که لفظ بچشم به خیال در آید و دلالت این حرکات بر مدلولات وضعی غیر لفظی باشد و این همه از تکلف
خالی نباشد چنانچه مصنف هم اشاره بآن نموده تم کلامه حاصل یہ ہے کہ حاصل دونون عبارتون کا ایک ہی

معلوم ہوتا ہے یا مطلب شارح کا کچھ اور تھا مگر بیان درست نہو سکا بہرکیف یہہ مقام خیدان وقت طلب نہین ہے هم وہمچنین الفاظ مہمل بمعنی را اگرچہ مستجمع وزن وقافیہ باشد از قبیل شعر نشمرند ت یہہ فقرہ عطف ہے اوس قول پر کہ شعر بی الفاظ تصور نتوان کرد یعنی جیسے شعر بے الفاظ نہین ہوتا اسیطرح الفاظ مہمل بمعنی کو اگرچہ موزون اور مقفی ہون قبیل شعر سے نہین گنتے مہمل لغت مین بضم اول و میم ثانی مفتوح فرو گذاشتہ شدہ اور متروک اور بیکار رہا ہوا کشف اور غیاث سے اور اصطلاح مین جو کلام کہ معنی نرکھتا ہو ایک تذکرے مین لکھا ہے کہ کسی امیر نے کسی شاعر سے کہا کہ دو چار شعر ایسے کہو کہ فقط الفاظ جمع ہون اور معنی اونکے کچھ نہون تا سامع اشتباہ مین پڑین اوس بزرگ نے اتباعاً للامر فی البدیہہ تین شعر کہے ایک اونمین سے یہہ ہے ؎ روزی کہ در بدخشان یخ بر خیار بندد * فالودہ دمشقی خلخال ما نگردد پس ایسے کلام بیمعنی کو شعر کہنا چاہیے هم وحکم ہذیانات اہل مجون و ہزل کہ بر الفاظ مہمل مشتمل باشد و در نظم ایراد کنند حکم الفاظ معنی دار باشد ازان جہت کہ مراد ایشان بحسب قصد ایشان ازان الفاظ حاصل آید پس کلام شعر را و غیر شعر را بجاے جنس ست ت اور حکم بیہودہ گویون اہل مجون اور اہل ہزل یعنی بیباکون اور گستاخون کا کہ مشتمل بالفاظ مہمل ہون اور نظم مین وارد کرین حکم الفاظ معنی دار کا ہے اس جہت سے کہ مراد اونکی موافق اونکے قصد کے اون الفاظ سے حاصل ہے پس کلام شعر اور غیر شعر کو بجاے جنس ہے ہذیان لغت مین بفتحتین اور ذال معجمہ سخن بیہودہ گفتن بیہوشی مرض مین کذا فی المنتخب الصراح والغیاث اور مجون لغت مین بالضم کالدخول یعنی بیباکی پس اگرچہ ہذیان کلام بیہوشی اور ہزل سخن بیہودہ ہے مگر اصطلاح مین ہزل اور ہذیان دونون کلام مسخرگی کو کہتے ہین جیسا کہ کلام جعفر زٹلی کا کہ مشہور ہے اور اشعار میر انشاء اللہ خان کے ہجو مولوی فائق مین ؎ شعر چہ خوش گفت فائق شاعر غرا * کہ چون ذہن من ذہن رسا نباشد * بمقام شعر چو منت افتد * تشدید صحیح چرا نباشد * نقل اسکی زبانی مولوی فائق کے یون ہے کہ مینے ایک شعر کسی وزن مین کہا تھا اوس مین لفظ یہ مشدد تھا میر انشاء اللہ خان نے اعتراض کیا اور مرزا قتیل بھی اس مین شریک اونکے ہوئے مینے سند قاموس وغیرہ کتب لغت سے لکھ بھیجی انشاء اللہ خان نے خفیف ہو کر چند شعر میری ہجو مین کہے مینے بھی ایک سالہ اون دونون کی ہجو مین لکھا کہ جواب ترکی بترکی شعر آخر اوسکا یہہ ہے ؎ شعر چون این رسالہ وقیع دخل بیہودہ شاعر ست * زین جہت نام او شدہ یک گز دو فاختہ

صاحب میزان نے بھی شعر انشاء اللہ خان کا لکھا ہے مگر ایک مصرع کہین کا اور ایک مصرع کہیں کا
آدم بر مطلب فرمایا محقق علیہ الرحمہ نے کہ کلام شعر اور غیر شعر کو یعنی نظم و نثر کو بجاے جنس سے یعنی
معنی جنس کے صادق ہین مگر جنس حقیقی نکہا چاہیے اسواسطے کہ مرکب مین دریافت کرنا معنی جنس کا
عسیر اور دقیق ہے چنانچہ کتاب مسلم العلوم مین موید اسکے یہہ عبارت ہے لاکن فی المرکب تحصیل
معنی الجنس عسیر دقیق و فی البسیط تنقیح المادۃ متعسر و مشکل فان ابہام المعین و تعیین المبہم امر عظیم انتہی لہذا
علیہ الرحمہ نے احتیاطاً کلام کو بجاے جنس کہا قال ح قولہ بجاے جنس یعنی بجاے آنجا جنس مذکور
نماید پس مراد ازان عین جنس نیست هم اما تخییل تاثیر سخن باشد در نفس بر وجہی از وجوہ مانند بسط یا قبض
و شبہہ نیست کہ غرض از شعر تخییل ست تا حصول آن در نفس مبدء صدور فعلی شود از و مانند اقدام بر کاری
یا امتناع ازان یا مبدء حدوث ہیأتی شود درو مانند رضا یا سخط یا نوعی از لذت کہ مطلوب باشد الا آنکہ
تخییل را حکمای یونان از اسباب ماہیت شعر شمردہ اند و شعرای عرب و عجم از اسباب جودت او
می شمرند پس بقول یونانیان از فصول شعر باشد و بقول این جماعت از اغراض و متابعات ست
لیکن تخییل تاثیر کرنا سخن کا ہے نفس مین کسی وجہ سے مانند بسط کے یا قبض کے کہ دل خوش ہو جاے
یا رنجیدہ ہو جاے اور شک نہین ہے کہ غرض شعر سے بھی تاثیر سخن ہے تا حاصل ہونا اوسکا نفس مین منشا صدور ایک
فعل کا ہو مثل اقدام کے ایک کام پر یا امتناع کی اوس سے یا مبدء پیدا ہو نے ایک ماہیت کا نفس مین مانند رضا کے
یا ناخوشی کی یا سخط کی لذت کہ مطلوب ہو مگر اس تخییل کو حکماے یونان اسباب ماہیت شعر سے گنتے ہین اور شعراے عرب
اور عجم اسباب حسن شعر سے سمجھتے ہین پس بقول یونانیان یہہ تخییل فصول شعر سے ہے اور بقول شعرا بمنزلہ غرض اور غایت
شعر ہے لیکن معنی تخییل کے لغت سے قبل ازین لکھے گئے اور بسط بالفتح بمعنی فراخی صراح سے اور بمعنی گستردن غیاث سے
اور مراد اوس سے انبساط نفس ہے اور قبض بفتح اول اور سکون ثانی گرفتن اور گرفتگی غیاث سے اور مراد اوس سے
انقباض نفس ہے اور مبدء بفتح صیغہ اسم ظرف ثلاثی مجرد سے جگہہ آغاز کرنے اور آشکارا کرنے کی
اور بضم اور دال مہملہ مکسورہ اور مبدا وسکے ہمزہ صیغہ اسم فاعل کا باب افعال سے آغاز
کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور بضم اور دال مہملہ مفتوحہ صیغہ اسم ظرف کا
باب افعال سے جگہہ آغاز اور آشکارا کرنے کی کذا فی الغیاث اور اقدام بکسر پیشروی کرنا کسی کام مین غیاث سے
اور ہیأت بر وزن ہجرت سما نا اور شکل اور صورت کشف اور غیاث سے اور رضا بالکسر خوشنودی اور

بفتح خوشنود ہونا کشف اور صراح اور غزل سے اور صاحب منتخب نے دونون لفظ بالفتح لکھے ہین غیاث
سے اور سخط بفتحتین اور خاء معجمہ خشم اور غضب مدار اور موید سے اور منتخب مین بالضم اور بفتحتین ہے
اور صراح مین بالضم اور بفتح اور سکون ثانی اور جودت بفتح نیکی اور نیک ہونا اور خوبی ہر چیز کی منتخب
اور کشف اور شرح نصاب اور غیاث سے اور فصل بالفتح جدا کرنا اور جدا ہونا اور اصطلاح منطق مین
وہ چیز کہ تمیز دے ایک شی کو مشارکات ذاتیہ سے اور واقع ہو جواب ای شی ہو فی ذاتہ مین جیسے کہ لفظ ناطق
تمیز دیتا ہے انسان کو اور حیوانون سے کہ شریک اوسکے ہین حیوانیت مین غیاث سے مثال اوسکے
جو نفس مین انبساط پیدا کرے مصرع شراب سرخ چون یاقوت شبال * مثال اوسکی جو نفس مین انقباض
پیدا کرے مصرع عسل تلخ و مقوت چون گس ما * مثال اوسکی جو نفس مین منشاء اقدام کار کا ہو
سعدی کہتا ہے بیت خواہی کہ خدای بر تو بخشد * با خلق خدای کن نکوئی * یا اشعار رجز وقت
جنگ نظامی کہتا ہے بیت ز نا چہ منم پیل فولاد خای * کہ بر پشت پیلان کشم پیل پای * دہم
پہلوی پہلوانان بہ تیغ * خورم گردہ گردنان بیدریغ * مثال اوسکی جو نفس مین باعث امتناع
کار کا ہو سعدی کہتا ہے بیت الا تا نخواہی بلا بر حسود * کہ آن بخت برگشتہ خود در بلاست * چہ حاجت
کہ با وی کنی دشمنی * کہ وی را چنین دشمن اندر قفاست * مثال اوسکی جو نفس مین باعث رضا ہو
سعدی کہتا ہے بیت رشکم آید چو کسے سیر نگہ در تو کند * باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بودن * یا اشعار
مدح جیسا کہ ناصر علی نے مدح ذوالفقار خان مین ایک مطلع کہا وہ ایسا خوش ہوا کہ لاکھ روپیے
صلہ مین دیے مطلع ای شان حیدری ز جبین تو آشکار * نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار * مثال
اوسکی جو نفس مین باعث سخط ہو سعدی کہتا ہے بیت بہ تیشہ کس نخراشد ز روی خارا گل *
چنانکہ بانگ درشت تو میخراشد دل * یا اشعار ہجو کہ باعث سخط ہین اوسکو کہ جسکی ہجو ہے جیسے ہے
بیت ای سیر آفتاب ترا خواند روزگار * خورشید سر برہنہ بر آمد کو ہسار * مثال اوسکی کہ جسسے
نفس کو لذت حاصل ہو اور لذتین بہت سی ہین از انجملہ ذکر عیش و نشاط کا حافظ کہتا ہے بیت
ساقیا برخیز و دہ جام را * خاک بر سر کن غم ایام را * ھم وانا وزن میثاقی ست تابع نظام ترتیب
حرکات و سکنات و تناسب آن در عدد و مقدار کہ نفس از ادراک آن ہیات لذتی مخصوص یابد کہ اثرا
درین موضع ذوق خوانند ت وا ما وزن ایک شکل ہے تابع نظام ترتیب حرکات اور سکنات کی

اور اوسکے مناسبت کے عدد مین اور مقدار مین کہ نفس اوسکے دریافت کرنے سے ایک لذت مخصوص
پاتا ہے کہ اوسکو اس جگہہ ذوق کہتے ہین پس مناسبت عدد کی یہہ ہے کہ مثلاً حروف اور حرکات
اور سکنات دونون مصرعون مین برابر ہون اگرچہ حرکات مختلف ہون اور کہین ایک ساکن اور
کہین دو ساکن ہون اور مناسبت مقدار کی یہہ ہے کہ مثلاً عروض مین فعلن ہو اور ضرب مین فعلان
یا عروض مین فعلُن ہو اور ضرب مین فعلتن یہہ مناسبت سے خارج نہین جسوقت ایسی حرکات اور سکنات مناسب
کمیّت اور کیفیت مین واقع ہونگی او لیئے ایک شکل پیدا ہوگی کہ اوسکا نام وزن ہے اور اوس وزن
کے ادراک سے نفس جو لذت اوٹھاے گا اوسکو ذوق کہین گے ھم وموضوع آن حرکات و
سکنات اگر حروف باشد آنرا شعر خوانند والا آنرا ایقاع خوانند چنانکہ فطرت نفس را در ادراک آن ہیات
مدخلی عظیم ست و باین سبب بعضی مردم در ہریکے از شعر یا ایقاع بحسب فطرت صاحب ذوق باشند
و بعضی نباشند و از صنف دوم بعضی را امکان تحصیل آن باشد باکتساب و بعضی را نبود و عادت را ہم
دران باب مدخلی تمام است و باین سبب اوزان اشعار و ایقاعات مستعمل بحسب اختلاف امم مختلف است
ت اور محل عرض اون حرکات اور سکنات کا اگر حروف ہون اوسکو شعر کہتے ہین اور اگر سوا حروف کے
یعنی اصوات مزامیر وغیرہ ہون اونکو ایقاع کہتے ہین اور فطرت نفس کو اوسکے ادراک مین دخل تمام
ہے اسی سبب سے بعضے آدمی بحسب فطرت شعر یا ایقاع مین صاحب ذوق ہوتے ہین اور بعضے
نہین ہوتے اور قسم دوم سے یعنی جو صاحب ذوق نہین ہوتے اونمین سے بعضونکو امکان تحصیل
باکتساب ہے اور بعضونکو امکان تحصیل کتساب کا بھی نہین ہے اور عادت کو بھی اس مین دخل تمام
ہے اور اسی باعث سے اوزان شعر اور ایقاعات مستعملہ موافق اختلاف امم کے مختلف ہین مثلاً
اکثر اوزان عرب مین مستعمل اور خوشنما ہین عجم مین مستعمل اور خوشنما نہین اور بیشتر اوزان عجم مین مستعمل خوشنما ہین عرب مین
متروک ہین ایقاع لغت مین واقع کرنا اور جنگ مین ڈرانا ہے منتخب سے اور اصطلاح موسیقی
مین تال اور اہل کلام کے نزدیک مطلق صوت حرفی ہو یا غیر حرفی مگر محقق علیہ الرحمہ کو اس جگہہ
بیان وزن شعر منظور ہے نہ تعریف ایقاع لہذا وزن کو منقسم کیا طرف شعر اور ایقاع یعنی تال کے
ھم وزن اگرچہ از اسباب تخییل ست و ہر موزون بوجہے از وجوہ مخیل باشد و اگرچہ ہر مخیلی موزون
باشد اما اعتبار تخییل دیگر ست و اعتبار وزن دیگر و نیز اعتبار وزن ازان جہت کہ وزن ست دیگر ست

وزان جہت کہ اقتضای تخییل کند دیگرست اور وزن اگرچہ اسباب تخییل سے ہے کسواسطے کہ وزن
سے بھی ایک ذوق جدید طبیعت کو حاصل ہوتا ہے اور ہر موزون کسی وجہ سے مخیل ہے یعنی ہر کلام
موزون رضا اور سخط وغیرہ تاثیرات سے خالی نہین اگرچہ ہر مخیل موزون نہین ہے کسواسطے کہ تخییل نثر
بھی حاصل ہے مگر اعتبار تخییل کا اور ہے کہ وہ تابع تاثیر سخن ہے نفس مین اور اعتبار وزن کا اور ہے
کہ یہہ تابع نظام ترتیب حرکات وسکنات ہے اور اعتبار وزن کا اس جہت سے کہ وزن ہی اور ہے
اور اس جہت سے کہ اقتضاے تخییل کرتا ہے اور ہر کہ بوجہ وزن اوسکو موزون کہتے ہین اور بوجہ تخییل
کلام مخیل پس وزن خاص اور تخییل عام ہے کہ کوئی کلام موزون تخییل سے خالی نہین اور کلام مخیل نثر بھی
ہے ھم و باتفاق وزن از فصول ذاتی شعر ست الا آنکہ بسیا تنہا باشد کہ تناسب آن تام نباشد و نزدیک
باشد بتام مانند اوزان خسرو ایما و بعضی لاسکو بیا و شاید کہ بعضی امم آنرا بسبب مشابہت از اوزان
شعر شمرند و بعضے بسبب عدم تناسب حقیقی نشمرند پس ازین جہت در اعتبار وزن باشد کہ خلاف افتد
ست اور باتفاق حکما اور شعرا کے وزن فصول ذاتی شعر سے ہے یعنی شعر کو تمیز دیتا ہے اور جدا کرتا
ہے نثر سے مگر اوس وزن کی صورتین ہین کہ مناسبت اوسکی تام نہو اور نزدیک ہو ساتھہ مناسبت
تام کے مانند اوزان خسروانی اور بعضی اوزان آوازلاسکوی کے اور کبھی بعضے لوگ اوسکو بسبب مشابہت
کے اوزان شعر سے جانتے ہین اور بعضے بسبب عدم تناسب حقیقی کے وزن شعر سے نہین جانتے
پس اس جہت سے کبھی اعتبار وزن مین اختلاف پڑتا ہے پس لاسکوی بفتح سین و کاف و کسرہ واو
اور یای معروف نام ایک چھوٹے جانور کا ہے کہ خوش آواز ہوتا ہے جہانگیری سے اور برہان سے اور
خسروانی ایک لحن ہے مصنفات باربد مطرب سے کہ نثر مسجع ہے مدح خسرو پرویز مین جہانگیری سے
اور برہان قاطع سے شش خسروانی عبارت ازان ست کہ نقیبان پیش سلاطین سرایند و لاسکوی
منسوب باشد بلاسکو نام شخصے از قوم ترک رندانہ وضع بود کہ تصنیف ہاے جاہلانہ میکرد و بنام موجد آن
طرح شہرت یافت اکنون گفتہ ہر کہ باشد آنرا لاسکوی خوانند الی آخرہ تم کلامہ ظاہرا یہہ معنی ایجادی ہین کہ
جہانگیری اور برہان وغیرہ کتب لغت مین پائے نہین جاتے ھم و اما قافیہ تشابہ اواخر ادوار باشد و مراد
از تشابہ اینجا اتحاد حروف خاتمہ است یا اختلاف کلمات مقاطع یا آنچہ در حکم مقاطع باشد در لفظ یا
در معنی ست اما قافیہ تشابہ اواخر مصاریع کا ہے اور مراد تشابہ سے متحد ہونا حروف خاتمہ کا یعنی رکھی

وغیرہ کا ساتھہ اختلاف کلمات آخر کے یا وہ کلمے جو حکم آخر مین ہون لفظ مین یا معنی مین پس کلمات آخر
وہ قافیے ہین کہ جنکے بعد ردیف نہو اور حکم کلمات آخر مین وہ قافیے ہین کہ جنکے بعد ردیف ہو یا قافیہ جز
قافیے کے ہو جیسے یہہ بیت ساقی انان باز و منصب دہم ۔ در رگ و در ریشۂ من صبر دہم ۔ پس اگر بعد قافیے
کے تمام بیت ردیف ہو وہ بھی حکم آخر مین داخل ہے جیسے یہہ بیت زر بہر بتان نثار کردم ۔ سر
بہر بتان نثار کردم ۔ جاننا چاہیے کہ یہہ تین صورتین ہین لائق قافیہ ہونے کے ایک تو قافیہ کار کا ساتھ
بار کے کہ اسمین اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھہ اختلاف کلمات کے لفظاً اور معناً دوسرا قافیہ زبان کا
ساتھہ لسان کے اسمین اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھہ اختلاف کلمات کے لفظاً نہ معناً تیسرا قافیہ
چشم کا بمعنی آنکھہ کے ساتھہ چشم کے بمعنی امید کے اسمین اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھہ اختلاف کلمات
کے معناً نہ لفظاً ۔ ح ۔ تحت عبارت تشابہ او در نوشتہ کہ این قول باعتبار اکثر است چہ گاہی ہمہ بیت جز
قافیہ و ردیف نباشد فافہم و مراد از دو راہ در ینجا یا مصراعہا ست کہ قافیہ دران اعتبار کنند چنانکہ
در مثنوی یا بیت ہای تام چنانکہ در قطعہ و قصیدہ است اور مراد دو رستے یہان دو مصرع ہین جنمین
قافیہ ہو جیسے مثنوی مین یا ابیات تام جیسے قطعون اور قصیدون مین یعنی اشعار مثنوی اور مطلعہا کے
قصیدہ اور غزل مین کہ دونون مصرعون مین قافیہ ہوتا ہے انکو دو رستے کہتے ہین اور باقی ابیات قصیدہ
اور غزل اور قطعہ مین کہ مصاریع آخر محل قافیہ ہین وہ دو رستے ہین حقیقۃً اور تمام بیت کو یعنی دونون مصرعونکو
بسبب شمول قافیے کے مجازاً دو رستے کہتے ہین ۔ ہم و باشد کہ ہم در بعضی مصراعہا و ہم در بیتہا اعتبار کنند
چنانکہ در رباعیات ۔ او را مہات اور کبھی بعضے مصرعون مین اور بیتون مین اعتبار کرتے ہین جیسا کہ
رباعیون مین اور اورام مین پس اور اوراد ۔۔۔ مستقر اور سے یعنی رباعی مین مصرع اول اور ثانی
تو قافیہ ہے اور بیت اخیر تمام مثال رباعی کے سلیم کہتا ہے رباعی تیغ بستہ جہان پس ز تاثیر ہوا دو شد
موجۂ آب بچو موج خارا ۔ در صفر بشکل نقطہ گردید الف ۔ ز بسکہ شدہ غنچہ ز تاب سرما ۔ اور مستزاد و مخمس
بھی قافیہ معتبر ہوتا ہے جیسے ابن حسام کہتا ہے بیت آن کیست کہ تقریر کند حال گدا را ۔ در حضرت
شاہی ۔ ز غلغل بلبل چہ خبر باد صبا را جز نالہ ۔۔۔ بعد کہ ور ۔۔۔ کہ اجزای یک بیت باشد اعتبار
کنند مانند مسمطات چہار خانہ و غیر آن است اور کبھی اور ۔۔۔ مین کہ اجزا ایک بیت کے ہوتے ہین
اعتبار کرتے ہین مانند مسمطات چہار خانہ وغیرہ کے پس مسمط چہار خانہ وہ بیت ہے کہ جسمین چار قافیہ

ہوں تین قافیے جداگانہ اور چوتھا موافق قوافی قصیدہ خواہ غزل کے مثال سعدی کہتا ہے ؎
من ماندہ ام مہجور از وہ درماندہ و رنجور از و ٭ گویا کہ نیشی دور از و ٭ در استخوانم میرود ٭ اور کبھی
چار قافیوں سے زیادہ بھی ہوتے ہیں مثال **بیت** چہ یاری شوخ پرکاری لگاری خاطر آزارے ٭
بہاری حسن گلزاری بفن و فتنہ قاآنی **ح** در تحت عبارت و غیر آن نوشتہ پنجخانہ و ششخانہ
یعنی مخمس و مسدس فافہم صلعم و اگر در غیر شعر اعتبار کنند آن را سجع خوانند و باشد کہ اتحاد حروف خاتمہ
اعتبار نکنند و بر تقارب آن در مخارج اقتصار نمایند **ت** اور اگر غیر شعر یعنی نثر میں اعتبار قافیہ کریں تو
اوسکو سجع کہتے ہیں اور کبھی نثر میں اتحاد حروف خاتمہ اعتبار نہیں کرتے ہیں حروف قریب المخرج پر
اقتصار کرتے ہیں پس سجع لغت میں بالفتح بمعنی آواز طیور خوش آواز ہے مثل بلبل اور قمری کے
اور اصطلاح میں برابر ہونا دو لفظ آخر فقرتین کا اور سجع تین قسم ہے اول متوازی اوس میں حرف روی
اور وزن اور عدد میں برابری چاہیے جیسے گل اور مل اور بہار اور قرار و صبوری اور دوری اور مہجوری
اور مجبوری اور نظر اور شکر دوم مطرف بہ تشدید را اوسمیں موافقت دو لفظوں کی بحرف روی چاہیے
اور وزن اور عدد حروف مختلف جیسے وقار اور اطوار اور رسال اور منال اور بود اور وجود سوم متوازن
اوسمیں موافقت دو لفظوں کی وزن اور عدد حروف میں چاہیے اور رو مختلف جیسے اعمار اور ازرار
اور مراتب اور مراسم اور تحریر اور تسوید یہہ قسم مرغوب نہیں ہے پس اطلاق لفظ قافیہ کا نظم میں کرتے
ہیں اور نثر میں اوسکو سجع کہتے ہیں غیاث اللغات اور اقتصار لغت میں بالکسر صاد مہملہ کوتاہی کرنا
اور ایک چیز پر ٹھہرنا منتخب سے اور اصطلاح اہل معنی میں کلام کثیر اللفظ اور قلیل المعنی کرنا اور قول محقق
علیہ الرحمہ کا قریب المخرج پر اکتفا کرتے ہیں جیسے یہہ فقرہ کہ کُن سَبُعاً خَاںِساً وَذِیباً خَالِساً او کَلباً
حَادِساً وَلَا تَکُن اِنسَاناً نَاقِصاً یہاں روی قریب المخرج سے ہے معنی یہہ ہیں کہ ہو درندہ قاہر یا گرگ
ربایندہ یا سگ نگہبان اور نہ ہو آدمی ناقص هم و در یک دور اعتبار قافیہ ممکن نباشد الا بعد تقدیم
دوری دیگر با آن **ت** اور ایک مصرع اور فرد میں اعتبار قافیے کا ممکن نہیں الا بعد فرض کرنے
مصرع یا فرد دوم کے یعنی جب تک دو دور نہونگے قافیہ معتبر نہوگا هم و چنین گویند کہ در اشعار یونانیان
قافیہ معتبر نبودہ ست و حشوئی بزبان فارسی کتابی جمع کردہ ست مشتمل بر اشعار غیر مقفی و آن را
یونہ نامہ نام نہادہ **ت** اور ایسا کہتے ہیں کہ یونانیوں کے اشعار میں قافیہ لازم اور ضروری

نہ تھا اور حشوی شاعر نے زبان فارسی مین ایک کتاب جمع کی ہے کہ اوس مین اشعار غیر مقفی ہین
اور اوسکا یونہ نامہ نام رکھا ہے ؎ پس ازین بحث ہا معلوم می شود کہ اعتبار قافیہ از فصول ذاتی شعر
نیست بلکہ از لوازم اوست بحسب اصطلاح اما از فصول ذاتی بعضی انواع شعر ست مانند قصیدہ و قطعہ
و مانند آن ست ترجمہ پس ان بحثون سے معلوم ہوا کہ اعتبار قافیے کا فصول ذاتی شعر سے نہین ہے بلکہ
اوسکے لوازم سے ہے حسب اصطلاح اما فصول ذاتی بعضے انواع شعر سے ہے مانند قصیدہ اور قطعہ
کے اور جو مثل قصیدے اور قطعے کے ہے جیسے غزل اور مثنوی اور رباعی اور لوازم جمع لازم کی
اور لازم وہ ہے کہ ہمیشہ ساتھ ایک چیز کے ہو کذا فی المنتخب اور قطعہ بکسر اول اور سکون ثانی ٹکڑا
ہر چیز کا اور اصطلاح شعرا مین دو بیتین یا زیادہ مطلع ہو یا نہو گویا وہ ایک ٹکڑا غزل سے یا قصیدے
سے بریدہ ہوا ہے مدار اور کشف اور بہار عجم سے اور اس معنی مین بالفتح خطا ہے مگر بعضے فصحاے
متاخرین نے جائز رکھا ہے مطلب عبارت کا یہ ہے کہ قصیدہ اور قطعہ اور غزل اور رباعی اور مثنوی
جسمین دو مصرع یا دو بیتین یا زیادہ ہونگی اونمین قافیہ فصول ذاتی سے ہے اور ایک مصرع یا ایک
فرد اوسمین فصول ذاتی سے نہین بلکہ اوسکو موزون کہینگے اور با قافیہ نہوگا ؎ وحد شعر بحسب
عرف اہل روزگار بموجب این تحقیق کلام موزون باشد و پس واگر اعتبار قافیہ در حد شعر واجب شمرند
کلام موزون باشد بر وجہی کہ چون قرین زیادت از یکی شود ان قراین مقفی باشد ست ترجمہ اور تعریف
شعر کی بحسب عرف اہل زمانہ بموجب اس تحقیق کے کلام موزون ہے اور اگر اعتبار قافیہ تعریف
شعر مین واجب جانین کلام موزون ہو اسطرح کہ جب مصاریع یا ابیات ایک سے زیادہ ہون وہ
مقفی ہون حاصل یہ کہ کلام موزون مین قافیے کی قید ضرور نہین اور اگر ضرور ہو جیسا کہ شیخ شفا مین کہتا ہے
لاکنا و ان نسمی عندنا بالشعر ما لیس بمقفی اور واجب جانین تو اسطرح جاننا چاہیے کہ مصرع اور فرد مین
ضرور نہین زیادہ مین ضرور ہے ؎ **فصل دوم در اسباب اختلاف اوزان و قوافی**
در لغات لغت عرب رزانت و خفت مختلف ست چہ تازی مثلا بقیاس با پارسی برزانت و ثقل نزدیکتر
باشد و پارسی بخفت مایل تر ست ترجمہ **فصل** دوسری اسباب اختلاف اوزان و قوافی مین اور لغات کے
زبانین گرانی اور سبکی مین مختلف ہین اسواسطے کہ تازی بہ نسبت فارسی کے گران تر ہے اور فارسی
سبکتر لغت بضم اول و فتح غین معجمہ زبان قوم کو کہتے ہین اور عربی اصطلاح مین وہ الفاظ کہ معانی اونکے مشہور ہون

غیاث اور منتخب سے رزانت بفتح آہستگی اور گرانباری اور آرامیدگی بحر الجواہر اور صراح سے اور کشف
اور مدار میں بمعنی استواری غیاث سے هم و اسباب اختلاف یا ہیات حروف باشد و آن چنان بود
که حروف مستعمل در بعضی لغات از مخارج دشوار برآید مانند ضاد و ثا و طا در تازی و در بعضی بضد آن ست
اور سبب اس اختلاف کا یا ہیات حروف ہین یعنی ہیئت حروف اوسکی صورت یہہ ہے کہ حروف مستعمل
بعضے زبانون میں مخرج سے بدشواری نکلتے ہین مثل ضاد معجمہ اور ثاے مثلثہ اور طاء مہملہ کے تازی مین
اور بعضی زبانون مین برخلاف اسکے ہے یعنی حروف مخرج سے بآسانی نکلتے ہین جیسے [illegible] اور
دوسرے [illegible] مین هم [illegible] ہیئت حروف باشد و آن چنان بود که حرکات حروف در بعضی لغات
بالکمیت بیشتر بود مانند لغت تازی که اکثر مقاطع کلمات دران لغت متحرک باشد و در بیشتر لغات
بخلاف آن [illegible] کیفیت تمام تر بود مانند لغت تازی که حرکات حروف در وی تمام باشد بخلاف
پارسی که بعضی حرکات در وی مختلس بود مانند حرکت را در لفظ پارسی ست [illegible] یا سبب اختلاف
زبانونکا صورت حروف کی سبب اوسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ حرکتین حروف کی بعض لغت مین
مقدار مین زیادہ ہوتی ہین مانند لغت تازی کے کہ اکثر اواخر کلمات اوس مین متحرک ہوتے ہین
مثل ماضی اور مضارع اور اسماے معرب اور اکثر مبنیات مگر بعضے ساکن الاخر بھی ہوتے ہین مثل امر و نہی
کے اور بعض مبنی کو مثل [illegible] کی اور اکثر زبانون مین برخلاف اسکے ہے یعنی اواخر کلمات ساکن
ہوتے ہین مثل پارسی اور ہندی اور ترکی کے اور دوسری صورت یہہ ہے کہ حرکتین حروف کی درمیان
بعض لغت کے کیفیت مین زیادہ ہوتی ہین مانند لغت تازی کے کہ حرکتین حروف کی اوس مین تمام
ہوتی ہین بخلاف فارسی کے بعضی حرکتین اوس مین مختلس ہوتی ہین یعنی غیر تام مانند حرکت حرف را کے
لفظ پارسی مین [illegible] اختلاس بمعنی ربودن ہے منتخب سے اور حرکت مختلسہ یعنی حرکت ربودہ کہ ایک ثلث
حذف کرکے دو ثلث کو تکلم کرین هم و اوزان هم در زبانہا مختلف باشد چه بحسب اختلاف و اتفاق
اجزای او و چه بحسب کثرت و قلت حرکات در هر دو سی ست اور اوزان بھی [illegible] مختلف
ہوتے ہین کبھی بحسب اختلاف و اتفاق ارکان مصاریع کے یعنی وہ بحرین کہ جنکی وضع ارکان مختلف سے ہے
بیشتر عربی مین مستعمل ہین مثلاً فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن جیسا طویل اور جنکی وضع ارکان متفق سے
ہے بیشتر فارسی مین استعمال اونکا ہے مثلاً فعولن فعولن فعولن فعولن بحر متقارب سالم ہین یہہ وزن [illegible]

اوس وزن کی بنسبت اسکے خفیف ہے اور کبھی بسبب کثرت و قلت حرکات کی ہر مصرع میں کہ فعولن
مفاعیلن میں حرکتیں زیادہ ہیں اور فعولن فعولن میں اوس سے کم ہیں و لا محالہ وزن گران تر است بلغت
مانند آن خاص ترتوانند بود مثلاً در تازی کہ حرکات بیشتر استعمال یابند شعر گفتن بر وزنی کہ در او وزن
حرکات بیشتر باشد آسان تر بود و بر آنچہ حرکات کمتر باشد بکلفت تر پس بعضی اوزان مناسب
بعضے لغت باشد و در وزن بعضی لغتہا از این سبب بسیار بہتر باشد کہ خاص شدہ است بہ بعضی لغات
و در لغات دیگر اگرچہ بر آن شعر گویند در رعایت نظم آن موزون شمرده است اور لا محالہ وزن ثقیل لغت ثقیل
میں خاص تر ہے مثلاً عربی میں کہ حرکات بیشتر ہوتے ہیں شعر کہنا اوس وزن میں کہ اوسکے مصرع میں
حرکات زیادہ ہیں آسان تر ہے اور جس زبان میں کہ حرکات کم تر ہیں بتکلف ہے پس بعضی اوزان مناسب
بعضے لغت کے ہیں سوا بعض کی طبیعت میں اوسی سبب سے اکثر ہیں خاص ہیں بعضی زبانوں میں
اگر اور زبانوں میں اوس وزن پہ شعر کہیں بہ رعایت نظم ہیں گے موزون معلوم ہوں شک نہیں کہ اکثر
اوزان عرب میں مانوس اور فارسی میں غیر مانوس ہیں قسم دوم ہر جنس قیاس در قوافی چنان باشد کہ اندک
تشابہی در لغتی گران تر محسوس باشد و در لغتی سبکتر نا محسوس مثلاً ضرب و سلب در تازی قافیہ را
شاید و در پارسی از سبب اختلاف را و لام نشاید است اور یہی قیاس کیا چاہیے قافیوں میں
اسواسطے کہ تھوڑا سا تشابہ بھی لغت گران تر میں یعنی عربی میں محسوس ہوتا ہے اور لغت سبکتر میں
یعنی فارسی میں نامحسوس مثلاً قافیہ ضرب و سلب کا عربی میں چاہیے اور فارسی میں بسبب اختلاف
را اور لام کے نہ چاہیے اسواسطے کہ اختلاف ردف کا باوصف قریب المخرج ہونے کے لغت سبکتر
میں یعنی زبان فارسی میں جائز نہیں اور اگر کسی نے جائز رکھا ہے داخل عیب ہے ح قولہ اندک
تشابہی یعنی در لغت زرین و گران تشابہ قلیل در میان دو لفظ محسوس و معتبر می شود مثل تناسب و
تشابہ میان ضرب و سلب اگر حرف روی را و لام را قرار دہند میتوانند زیرا کہ ہر دو حرف مذکور جہت
قرب مخرج تناسب دارند لیکن تناسب تام و کامل نیست الی آخرہ ش عجب است از صاحب میزان
کہ در قافیہ ضرب سلب را و لام را روی قرار دادہ زیرا کہ باتفاق جمہور روی حرف آخر اصلی از
کلمہ مقررہ قافیہ می باشد پس اگر لام و را روی باشد بای ضرب و سلب چہ باشد و روی قرار دادن
حرف میانہ لفظ کدام تقریب تواند شد تمّ کلامہ اور اس جگہ تو سہو کاتب شارح سے کہ محقق علیہ الرحمہ نے

رسالہ قافیہ مین جس جگہہ بیان روی ہے یہہ عبارت لکھی ہے روی حرفی است کہ بنای قافیہ
بر روی است و ہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد نسبتش بحرف روی کنند مثلا قصیدہ را کہ ضرب و سلب
قافیہ باشد بائی خوانند **فصل سوم در ذکر صناعتہا کہ شعر را بآن تعلق باشد** چون این
قواعد ممہد شد گوئیم اما کلام کہ بجای جنس است بحث از نفس الفاظ آن تعلق بصناعات لغویان دارد
و از معانی آن تعلق بصناعات ارباب معانی از عموم عبارات اور جب یہہ قاعدے مقرر ہولے
اب کہتے ہین ہم کہ کلام جو بجای جنس ہے اوسکے نفس الفاظ کی بحث متعلق بصناعات لغویان ہے یعنی اہل لغت اوسکو جانتے ہین
اور معانی کی بحث متعلق بصناعات ارباب معانی و یعنی عموم علما ہیں محقق علیہ الرحمہ نے جو کلام کو بجای جنس لکھا اسکی وجہ
پہلے اسکے تحریر ہوئی ہے اور پھر لکھا جاتا ہے کہ فائدہ بجای جنس لکھنے سے یہہ ہے کہ جنس کلی ہے اور بحث اوسکی مفہوم سے
ہوتی ہے ذہن مین اور یہان کلام سے مراد الفاظ ہین اور الفاظ سے بحث اعراض جی ہے پس یہہ کلام
لفظی جنس حقیقی نہین بلکہ مفہوم اوسکا جنس حقیقی ہے اور لغت زبان قوم کو کہتے ہین اور زبان
قوم مین تعلیل و تصریف صرفی اور ترکیب نحوی دونون شامل ہین یعنی مشتمل ہین محتاج صرف و نحو
دونون کی ہے اور معانی کی بحث متعلق بعلم معانی ہے صحیح مناسب [illegible] موجود
دا ز ہیات کلما تش من حیث التعلیل و التصریف بعلم صرف و از ترکیب آن بعلم نحو [illegible] شیخ
نیز کہ این کلام محقق ترجمہ آنست احتیاج فن نحو نکو رہست [illegible] صاحب میزان بحث ذکر کردہ لیکن
علم صرف و نحو کہ بر محقق علام است محض بیجا ست کما لا یخفی تمم کلام [illegible] نے یہہ شبہہ صاحب میزان کا
مولوی عبد الرزاق صاحب جامع علوم معقول و منقول کی خدمت مین [illegible] مولوی صاحب نے
یہہ عبارت جواب مین لکھی کہ نزد فقیر در صناعت لغت نحو داخل است زیرا کہ بحث لغویان از حیثیت کلمہ است
و بحث نحو از اعراب است آنہم از حیثیت کلمہ است و ہم میتواند شد کہ در صناعت ارباب معانی داخل شود
کہ ہر چند اعراب از حیثیت لفظیت اما استفاضہ معنی از آن می شود فقط آپ کہتے ہین ہم کہ منشا اس
اعتراض کا یہہ ہے کہ اطلاق علم لغت کا علم نحو اور صرف پر نہین ہوتا اور یہہ باطل ہے اس سبب سے
کہ اطلاق لغت کا علم صرف اور نحو پر کلام عربیت مین واقع ہے چنانچہ کتاب مختصر المعانی مین یہہ عبارت ہے
و اما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوضاع المفردات لان اللغۃ اعم من ذلک آور مطول مین یہہ عبارت ہے
و انما قال متن اللغۃ یعنی معرفت اوضاع المفردات لان اللغۃ تطلق علی جمیع اقسام العلوم العربیۃ

تھے اور یہ عبارت کہ ینبغی دلالت کرتے ہین مطلوب پر هم وار تحسینات و تزئینات هر دو که از جملہ عوارض
کلام باشد تعلق بصناعاتے که بآن خاص ست ست اور تحسینات اور تزئینات الفاظ و معنی کی که عوارض
کلام سے ہین تعلق اونکا بصناعات خاص سے ہے کہ محقق علیہ الرحمہ خوب بیان فرماتے ہین هم مانند علم خطابت
و علم بیان و علم ترسل و علم محاسن و بدائع سخن که آنرا علم صنعت خوانند و علم لتعرف معائب و غلطہاے
آن که آنرا علم نقد خوانندست مانند علم خطابت کے اور خطابت ایک علم ہے کہ اوس مین اشخاص
معتقد فیہم سے مثل انبیا اور صلحا اور حکما کے بحث کرتے ہین کہ کس آیۃ اور کس حدیث اور کس قول کے کون راوی
ہین اور جسکے راوی معتبر پاتے ہین اوسکو ترجیح دیتے ہین اور مانند علم بیان کے اور علم بیان ایک علم ہے
کہ اوسمین ایراد معنی واحد سے بطریق مختلفہ وضوح دلالت مین بحث کرتے ہین اور غرض اس سے احتراز … تعقید
معنوی سے ہے اور مانند علم ترسل کے اور ترسل ایک علم ہے کہ اوس مین حال کاتب و مکتوب الیہ
سے من حیث الآداب والمناسبات بحث کرتے ہین اور مانند علم محاسن و بدائع سخن کے اور علم محاسن
و بدائع سخن ایک علم ہے کہ اوس سے طریقے تحسین کلام کے حاصل ہوتے ہین مثل ترصیع و تجنیس
کے کہ اوسکو علم صنعت کہتے ہین اور مانند علم لتعرف معائب تحت فعل کی کہ اوسکو علم نقد کہتے ہین
کہ اوس مین سرقات شعر وغیرہ ذکر کیے ہین غرض یہ کہ شاعر کو ان سب علمون مین دخل چاہیے
هم واما تخییل بحث ازان تعلق بفنی خاص از علم منطق دارد ست واما تخییل متعلق اوسکا علم منطق سے
ہے یعنی جب تک علم منطق سے آگاہی نہو بحث تخییل سے نہین ہوسکتی هم واما وزن بحث از ماہیت
آن واز استعمالش در ایقاعات تعلق بفنی خاص دارد از علم موسیقی واز استعمالش در اشعار مطلقاً
تعلق بموضعی خاص دارد هم ازان فن از علم موسیقی که مشتمل باشد بر تفصیل اوزان شعر واز استعمالش
در اشعار بحسب اصطلاح خاص باہل هر لغتی تعلق بصناعتی مفرد دارد که آنرا علم عروض خوانندست واما
وزن بحث اوسکی ماہیت مین اور اوسکے استعمال مین یعنی حرکات و سکنات مین از روی ایقاعات
کے متعلق ایک فن خاص یعنی علم موسیقی سے ہے اور استعمال اوسکا اشعار مین جو زبان ہو تعلق ایک
موضع خاص سے رکھتا ہے اوسی فن سے یعنی علم موسیقی کہ مشتمل ہوتا ہے اوزان اشعار پر مثلاً موسیقی والے
کہتے ہین تن تن تنن بروزن مستفعلن اور استعمال اوسکا اشعار مین بحسب اصطلاح خاص هر زبان
مین متعلق بصنعت مفرد ہے کہ اوسکو علم عروض کہتے ہین جاننا چاہیے کہ عروض هر لغت کا بوضع علاحدہ

موضوع ہے اور عروض تازی اور فارسی بین باید نگر البتہ مناسبت ہرصم واما قافیہ بحث ازان ہم بصناعتے منفرد تعلق دارد کہ آنرا علم قوافی خوانندست واما قافیہ بحث اوس سے بھی ساتھ صناعت مفرد یعنی فن علحدہ کے تعلق رکھتی ہے کہ اوسکو علم قوافی کہتے ہین ھم واین دو صناعت یعنی علم عروض و علم قوافی در لغات مختلف باشد چنانکہ گفتیم بحسب اسباب مذکورہ و این جملہ تعلق بماہیت شعر دارد و بعد ازان علم اقسام و انواع شعر و علم صنعتہا و بدائع کہ در شعر افتد و علم نقد شعر از جملہ صناعاتی بود کہ تعلق بعوارض شعر داشتہ باشد و چون این معانی مقرر شد بتقریر علم عروض شروع کنیم و باللہ التوفیق ست اور یہہ دونون یعنی علم عروض اور علم قافیہ زبانون مین مختلف ہین بسبب اسباب مذکورہ کے یعنی بحسب ثقالت اور خفت کے جیسا کہ بیان اوسکا ہوچکا اور یہہ سب یعنی کلام اور تخییل اور وزن اور قافیہ تعلق ماہیت شعر سے رکھتے ہین اور علم اقسام اور انواع شعر کا جیسے مثنوی اور غزل اور قصیدہ اور مسمط اور قطعہ اور ترجیع بند اور رباعی اور فرد اور مستزاد وغیرہ اور علم صنائع اور بدائع کہ شعر مین آتا ہے اور علم نقد شعر یہہ سب صنعتین تعلق عوارض شعر سے رکھتے این اور جب یہہ معانی مقرر ہوے شروع کرتے ہین ہم علم عروض مین ح قولہ این جملہ تعلق بماہیت شعر دارد میگویم کہ اگر مراد از جملہ ہمہ علوم سابق الذکر ست از لغت و بلاغت وغیرہا پس این قول صحیح نیست زیرا کہ منجملہ علوم مذکورہ علم محاسن و بدائع سخن و علم نقد بماہیت شعر تعلق ندارد بل بعوارض ان کما ہو الظاہر و عجب آنست کہ علم صنائع و نقد را اولاً ہم ذکر ساختہ و متعلق بماہیت گفتہ و من بعد آن ہر دو را متعلق بعوارض شعر قرار دادہ و اگر مراد از جملہ علم عروض و قافیہ است این سخن صحیح است لیکن لغت نیز تعلق بماہیت شعر دارد چہ مادہ شعر ہمین الفاظ واقع می شود و مادہ ہر چیز داخل در ان چیز میباشد مگر آنکہ گویند چون تعلق عروض و قافیہ بماہیت شعر اہم است از تعلق دیگر لہذا این ہر دو را مبالغۃً بماہیت شعر مخصوص ساختہ تم کلامہ فتامل کسقدر مطلب متن اور مطلب حاشیہ مین مغایرت ہے اور قطع نظر اعتراض کے تہمت بھی شریک ہے محقق علیہ الرحمہ نے علم صنائع اور نقد کو کہان ماہیت شعر سے کہا ہے ھم فن اول در علم عروض و آن دو فصل ست فصل اول در اشارت باجزای اولی شعر و آن حروف و حرکات است در علم ایقاع از صناعت موسیقی مقرر شدہ است کہ حدوث اوزان از نقرات متتابع باشد

اور سکونات متناسب کہ میان آن نقرات افتد ست فن اول علم عروض مین اور وہ دس فصلین
ہین فصل اول اشارت اجزای اولی شعر مین کہ وہ حروف اور حرکات ہین پس حروف وحرکات
شعر مین جزو اول ہین اور جزو ثانی جو اونسے مولف ہوئے ہین یعنی سبب اور وتد اور فاصلہ اونکا بیان
آگے ہوگا یہان بیان حروف وحرکات کا ہے کہ علم ایقاع ہین فن موسیقی سے یہ بات مقرر ہوئی
ہے کہ وزن نقرات متتابع اور سکونات متناسب سے پیدا ہوتے ہین نقرات دو آوازین ہین
ناخن زدن کے درپے سے پیدا ہون اور سکونات جمع سکون کہ درمیان اون نقرات کے واقع ہون
اور متناسب یعنی زمانہ سکونات کا درمیان مین برابر اور ہم مقدار ہو پس یہہ پے درپے ہونا حرکات کا
اور متناسب ہونا سکنات کا شعر مین وزن ہے اور موسیقی مین ایقاع اور علم ایقاع ایک علم
ہے کہ اوس مین آوازہاے معروفۃ الحرکات والسکنات سے بحث کرتے ہین اور موسیقی
نام علم سرود ہے اور یہہ لغت سریانی ہے اور کبھی بحذف چہارم کہ یای تحتانی ہے استعمال کرتے
ہین اور موسیقی کہتے ہین بہار عجم اور مصطلحات سے اور زبان یونانی مین بمعنی لحن ہے
اور ابتدا موسیقی کی حکیم فیثاغورس سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آواز مرغ ققنس سے کہ
اوسکو موسیقار بھی کہتے ہین حکماے نے استخراج کیا ہے کذا فی الغیاث اور نقرات جمع نقرہ
بمعنی ناخن زدن چوب وغیرہ پر کہ اوس سے آواز نکلی اور نقر بالفتح بمعنی انگشتک زدن ہے
منتخب سے ہے دچون خواہند کہ ازان عبارت کنند بازای نقرات حروف متحرک ایراد کنند
خاصہ حرفہا سے کہ از اطلاق نفس از مخرج آن حرف بعد از حبس تام حادث شود مانند تا
وطا ست جو چاہین کہ اون نقرات متتابع اور سکونات متناسب سے عبارت کرین بمقابلے
نقرات کے حروف متحرک لاوین علی الخصوص وہ حرف کہ اپنے مخرج سے بعد کشش کثیرہ کے
پیدا ہوان مثل تے اور طوے کے کہ ان مین تحریک زیادہ ہے ازراہ بکسر اول بمعنی مقابلہ
وبرابر کشف اور کنز سے اور ایراد بکسر اول بمعنی فرود آوردن صراح اور منتخب سے ہے اور اطلاق
بالکسر روان کرنا اور رہا کرنا قید سے کنز اور منتخب سے ہے اور نفس بفتحتین دم اور وہ جذب نسیم سے
راہ بینی سے یا مونہہ سے واسطے ترویح قلب اور دفع بخار کے اور پھر اوسی راہ سے نکلنا اوسکا
اور یہہ اندر جاتا اور باہر آتا دم کا ایک نفس ہے صراح بازاء سکنات حروف ساکن خاصہ حروف

غنہ و آنچہ محتمل درازی و کوتاہی زمان سکون تواند بود مثلاً گویند تن تن ست اور بمقابلے سکنات
کے حروف ساکن لائین علی الخصوص حروف غنہ وغیرہ جیسے احتمال درازی اور کوتاہی زمانہ سکون
کا ہوسکتا ہے یعنی زمانہ سکون کو اوسمین چاہین دراز کرین چاہین کوتاہ مثلاً کہین تُن تُن پس
لفظ تُن تُن مین دونون حرف تا بجاے نقرات اور دونون نون بجاے سکنات ہین غُنّہ بالضم
وتشدید نون آواز بینی غیاث سے اور حروف غُنّہ جو خیشوم سے نکلتے ہین مثل نون اور میم ساکن کے
کہ اون مین احتمال درازی اور کوتاہی زمانہ سکون کا ہے ہم و اما در وزن شعر حروف متحرک از ہر جنس کہ
باشد بجای نقرات باشد و حروف ساکن بجای سکنات ست و اما وزن شعر مین حروف متحرک
جسطرح کے ہون مضموم خواہ مفتوح خواہ مکسور بجای نقرات ہین اور حروف ساکن بجای سکنات
ہم و در علوم دیگر تقریر کردہ اند کہ حروف در اصل دو نوع ست یکی مصوِّت و یکی مُصمِت و مصوِّت
یا مقصور ست یا ممدود و مقصور حرکات باشد مانند ضمہ و فتحہ و کسرہ و ممدود حروف مدکہ اخوات آن
حرکات باشد چہ ہر یکے از اشباع یکے ازان حرکات تولد کند و حروف مصمت باقی حروف ست
ست اور علوم دیگر مین یون کہا ہے کہ حرف اصل مین دو طرح پر ہین مُصَوِّت اور مُصمِت اور
مُصَوِّت کی بھی دو قسمین ہین مقصور اور ممدود پس مصوِّت مقصور حرکات کو کہتے ہین یعنی زبر زیر
پیش اور مصوت ممدود حروف مد کو کہتے ہین کہ اخوات اونکے حرکات ہین کس واسطے کہ اشباع
ضمہ سے واو اور اشباع فتحہ سے الف اور اشباع کسرہ سے یے پیدا ہوتی ہے اور سوا انکے
سب حروف مصمت ہین پس مصوِّت بتشدید و کسرہ واو بمعنی آواز دہندہ او ظاہر ہے کہ آواز تلفظ
مین حرکات حروف سے پیدا ہوتی ہے اور مصمت بالضم میم اور سکون صاد و فتح میم دوم اور تاے
فوقانی الگندہ میان خلاف مجوف منتخب و شرح نصاب اور کنز سے کذا فی الغیاث اور بسبب
استحکام اور استقلال کے کہ حروف مصوت سے انمین زیادہ ہے مُصمت نام رکھا اور حروف مدہ
حروف علت ہین کہ خود ساکن اور حرکت ماقبل موافق ہو جیسے دَان اور دِین اور دُون پس اگر
خود متحرک ہون جیسے صوَر اور سیَر جمع صورت اور سیرت کی یا حرکت ماقبل کی موافق نہو جیسے دَور
بمعنی گردش اور دَیر بمعنی بتخانہ حروف مد نہونگے اور اخوات جمع اُخت مراد مناسبت ہے اسواسطے
کہ بھائی بہن مین لامحالہ مناسبت ہوتی ہے اوسیطرح ان حروف اور ان حرکات مین بھی مناسبت ہے

کہ اونھین سے پیدا ہوتی ہین باشباع ضم وواو والف و یا ہر یک باشتراک بر دو حرف است
یکے مصوت کہ حروف مذکورست وآن حروف جز ساکن نتواند بود و دیگر مصمت کہ ہم متحرک بود و ہم
ساکن اما در واو و یا ظاہرست واما در الف مصمت را ہمزہ نیز خوانند ت اور واو اور الف اور یا ہر ایک
باشتراک حرکت دو قسم پر ہین ایک مصوت کہ حروف مد ہین اور وہ سوا ساکن کے نہین ہوسکتے
دوم مصمت کہ متحرک بھی ہوتے ہین اور ساکن بھی لیکن واو اور یا مین تحریک اور سکون ظاہر ہے
مگر الف مین مشکل پس اس جگہہ الف مصمت کو ہمزہ کہین گے حاصل مطلب یہہ کہ الف اور واو اور یے
دو طرح پر ہین مصوت اور مصمت پس مصوت جسکو ممدودہ کہتے ہین جیسے نوا اور دوا اور میرا اور پیر
اور روار اور زار یہہ سوا ساکن کے نہین ہوتے اور مصمت وہ بھی دو طرح پر ہین ساکن اور متحرک
پس مصمت ساکن جیسے یَوم اور وَیل کہ بسبب عدم مناسبت حرکت ماقبل کے غیر مدہ ہین
اور مصمت ساکن ہین اور ماقبل الف ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے غیر مدہ ممکن نہین اور مصمت متحرک واو جیسے
وُلد وِلدان وَدود اور یے جیسے یُسر یَسار معایش اور الف مین مشکل ہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے
پس اگر متحرک ہوگا اوسکو ہمزہ کہین گے الف نہ کہین گے اصل مین اور لغت مین معنی الف کے
یون لکھے ہین کہ الف بفتح اول و بکسر لام بمعنی مرد جواد اور سخی آور بقول مردنے زن اور نام ایک
حرف کا حروف تہجی سے اور وہ ایک خط مستقیم ہے کہ درمیان لفظ کے یا آخر لفظ مین ساکن
واقع ہوتا ہے بے ضغطہ زبان اور اگر وہ خط مستقیم ابتداے لفظ مین متحرک ہو یا درمیان یا آخر لفظ
مین بضغطہ زبان واقع ہوا وسکو ہمزہ کہتے ہین مگر عرف اور محاورہ عربی اور فارسی مین ساکن اور
متحرک دونون کو الف کہتے ہین کذا فی الغیاث ہم و بحرف مصمت تنہا ابتدا نتوان کرد مگر بعد ازانکہ
حرفے مصوت مقابلش او شود و مجموع را حرف متحرک خوانند ت اور حرف مصمت سے ابتداے
کلام نہین ہوسکتی اسواسطے کہ ابتدا بسکون محال ہے مگر آنکہ ایک حرف مصوت یعنی حرکت مقصور
جسکو حرکت کہتے ہین اوس سے ملے اور مجموع کو یعنی اوس حرف اور حرکت کو حرف متحرک کہتے
ہین ہم پس اگر مصوت مقصور باشد حرف متحرک را یک حرف بیش نشمرند و آنرا مقطع مقصور خوانند مانند
چہ ت پس جو مصمت سے ملے وہ اگر مصوت مقصور ہو یعنی حرکت اس صورت مین حرف متحرک کو
زیادہ ایک حرف سے نگنین گے اور اوسکو مقطع مقصور کہین گے مانند چہ کے یعنی جب مصوت مصمت

سے ملے اوسکی دو صورتین ہین ایک مقصور دوسرا ممدود پس جب مصمت مقصور سے ملے گا
ایک گنا جاے گا جیسے چہ کہ اس مین ایک حرف متحرک ہے اور حرف ہا فقط واسطے اظہار حرکت
کے ہے نہ شمار حرف مین اور جب ممدود سے ملے گا دو حرف ہونگے بیان اوسکا آگے ہے ہم واگر
ممدود باشد مقدار فضل ممدود را بر مقصور حرفی ساکن شمرند و مجموع را حرفی متحرک و حرفی ساکن شمرند
وآن را مقطع ممدود خوانند و حرف مصمت کہ از مصوت مجرد باشد ہم ساکن شمرند ت اور اگر ممدود ہو
یعنی حرف مصمت حرف مد سے ملے مقدار فضل ممدود کو ایک حرف ساکن گنتے ہین اور مجموع کو
ایک حرف متحرک اور ایک حرف ساکن کہتے ہین پس حقیقت مین یہہ حرف تین ہوئے ایک مصمت
اور ایک مصوت یعنی حرکت مقصور کہ وہ بجاے ایک حرف متحرک کے ہے تیسرا ساکن جو اشباع سے پیدا ہوا ہے
اور مجموع کو مقطع ممدود کہتے ہین جیسے اا او ای کہ حرف مد ہین اور جو حرف مصمت کہ مصوت سے
خالی ہو وہ بھی ساکن ہے کسواسطے کہ حروف بدون حرکات کے پڑہے نہین جاتے ہم وچون تحقیق
حروف متحرک و ساکن کردہ شد گوئیم کہ در زبان عربی حروف مصمت بست و ہشت است و حروف مصوت
شش سہ مقصور کہ آنرا حرکات سہ گانہ گویند و از حروف نمی شمرند و سہ ممدود کہ آنرا حروف مد خوانند
ت اور جب تحقیقات حروف متحرک اور حروف ساکن کی ہو چکی اب کہتے ہین ہم کہ عربی مین حروف
مصمت اٹھائیس ہین اور حروف مصوت چھہ تین دو تین مقصور ضمہ فتحہ کسرہ کہ شمار حروف مین نہین
ہین اور تین ممدود کہ اونکو حروف مد کہتے ہین یعنی الف اور واو اور یا حرکت ماقبل موافق پس اگر
مد نہون وہ بھی شامل مصمت ہین اور الف اگر ساکن ہوگا مدہ ہوگا اور اگر متحرک ہوگا اوسکو ہمزہ کہینگے
مگر حرف واحد ہے بحالت سکون مصوت اور بحالت تحریک داخل مصمت نہ خارج اٹھائیس سے جیسا کہ
صاحب حاشیہ نے گمان کیا ہے ح قولہ بست و ہشت حرف ست یعنی الف ساکن ١٢ باید دانست کہ ہمگی حروف ہجا بست و نہ
حرف ست لیکن چون مصنف علام درینجا کلام در حروف مصمت ساختہ والف مصمت نباشد مگر بعد
از انکہ ہمزہ گردد پس الف را از آنہا ساقط ساختہ آرے ہمان ہمزہ را گاہی مجازاً الف گویند و ازین امر
خارج شدن الف از حروف علی الاطلاق لازم نمی آید چہ داخل است در مصوتہ تم کلامہ ہم و در زبان پارسی
از جملہ حروف بست و ہشتگانہ مصمت ہشت حرف ساقط باشد وآن ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین
و قاف است و پنج حرف مصمت دیگر درین لغت زیادت شود وآن پا و جیم فارسی وقاف و گاف ست ت

اصلی

اور پارسی مین ان اٹھائیس حروف مصمت سے آٹھ حرف ساقط ہین سے اور ثے اور صاد اور ضاد اور
طوے اور ظوے اور عین اور قاف شعر ہشت حرف ست آنکہ نایدر زبان فارسی ثا و حا و صاد و ضاد
طا و ظا و عین و قاف ۞ اور سبب یہہ ہے کہ زبان فارسی مین یہہ حرف مخارج سے ادا نہین ہو سکتے
اور پانچ حرف مصمت فارسی مین زیادہ ہین وہ پے اور جیم یعنی چے اور ژے اور تے اور گاف ہر
انھین چار حرف مشہور ہین اور ڈے کہ اکثر نے اسکو بھی داخل کیا ہے حاشیہ مین لہجہ اوسکا درمیان با ر
فارسی اور فا کے لکھا ہے اور شرح مین لہجہ اوسکا درمیان فا و واو لکھا ہے الاحق یہہ ہے کہ لہجہ اوسکا
سوا زباندانان فارس کے غیر سے ادا نہین ہوسکتا ہم دو حرف مصوت ممدود کہ یکی ازان حرفی است
کہ میانۂ ضمہ و فتحہ باشد چنانکہ درلفظ شور افتد کہ بتازی مالح باشد دیگر حرفی کہ میان کسرہ و فتحہ باشد
چنانکہ درلفظ شیر افتد کہ بتازی اسد باشد و این حرف بتازی نیز بکار برند و آن را امالہ خوانند اما
از اصل لغت نشمرند ت اور دو حرف مصوت ممدود کہ انھین سے ایک حرف ہے کہ درمیان ضمے
اور فتحے کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور مین کہ تازی مین اوسکو مالح کہتے ہین اور دوسرا حرف
درمیان کسرے اور فتحے کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شیر مین کہ تازی مین اوسکو اسد کہتے ہین
اور یہہ حرف تازی مین بھی مستعمل ہے اوسکو امالہ کہتے ہین مگر اصل لغت سے نہین جانتے مطلب یہہ
کہ جب واو اور یا مدہ واقع ہون اور حرکت ماقبل کو پیش پڑھین اوسکو معروف کہین گے یہہ عربی
اور فارسی دونون زبانون مین واقع ہوتی ہین جیسا کہ لفظ شوری بمعنی شوربا اور لفظ شیر مین جو دودھ
کے معنی پر ہے اور جب اوس حرکت کو پیش پڑھین اوسکو مجہول کہین گے یہہ فارسی مین واقع
ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور مین بمعنی نمکین اور لفظ شیر مین بمعنی اسد مگر ایسی صورت پائی تازی مین
بھی ہے اوسکو امالہ کہتے ہین جیسا کہ رکاب سے رکیب اور حساب سے حسیب لیکن یہہ اصل
لغت مین نہین ہے بلکہ تصرف سے ہے ہم واز قبیل این دو حرف حرفی ثالث باشد میان ضمہ و کسرہ
کہ در دیگر لغت ہا بکار ندارند و در تازی درلفظ قیل و امثال آن استعمال کنند و گویند کسرہ ایست
باشمام ضمہ اما در فارسی نیفتدت اور من قبیل ان دو حرفون کے حرف تیسرا بھی ہے درمیان
ضمے اور کسرے کے کہ اور زبانون مین مستعمل ہے مثل سنسکرت کے اور بزبان تازی لفظ
قیل مین اور اوسکی امثال مین مثل بیع کے استعمال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کسرہ ہے اور